مدیر

سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خطبۂ تعزیت

امیر المؤمنین امام المتقین، قاتل المشرکین خلیفۃ بلا فصلِ رسول سیّدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ ورضوانہٗ علیہ کا انتقال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد امتِ رسول کے لئے سب سے پہلا اور سب سے بڑا حادثہ تھا جس سے مدینۃ الرسول کے بام و در لرز اٹھے، دنیائے اسلام خصوصًا جزیرہ نمائے عرب کا ہر مؤمن و مسلم حزن و ملال اور غم و یاس کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جو شخص آپ سے جتنا زیادہ قریب تھا ان کی خوبیوں کے براہِ راست علم کی وجہ سے اسی قدر اس کو زیادہ ملال تھا، خلیفۂ راشد امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طبیعت پر اس حادثہ کا بہت گہرا اثر ہوا۔

آپ خلیفۂ رسول علیہ السلام کے انتقال کی خبر سنتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اپنے مکان سے باہر تشریف لے آئے اور بے اختیار ہو کر فرمایا:۔

الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ آج خلافت کا انقطاع ہو گیا ہے۔

اور پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر جو خطبۂ تعزیت ارشاد فرمایا وہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہونے کے علاوہ سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک نہایت حسین و جمیل اور ایمان افروز مرقع بھی ہے۔ ذیل میں یہ طویل خطبہ من و عن نقل کیا جا رہا ہے جس سے سیّدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات اور محبت و الفت کے بارے میں عجم کے سبائیوں اور رافضیوں کے پھیلائے ہوئے گمراہ کن پروپیگنڈہ کی مکمل تردید ہوتی ہے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:۔

اے ابوبکر! خدا تم پر رحم کرے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب۔ مونس۔ راحت معتمد اور ان کے محرم راز و مشیر تھے، تم سب سے پہلے اسلام لائے اور تم سب سے زیادہ مخلص مؤمن تھے۔ تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف کرنے والے اور اللہ کے دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ بے نیاز یعنی دوسری چیزوں کی پروا نہ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

نزدیک سب سے زیادہ معتبر۔ اسلام پر سب سے زیادہ مہربان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کیلئے سب سے زیادہ بابرکت رفاقت میں اُن سب سے بہتر مناقب اور فضائل میں سب سے بڑھ چڑھ کر، پیش قدمیوں میں سب سے افضل در تر درجہ میں سب سے اونچے اور وسیلہ کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ سیرت میں عادت میں مہربانی اور فضل میں، صحابہ میں سب سے زیادہ اونچے مرتبہ والے اور حضور کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے پس اللہ اسلام اور اپنے رسول کی طرف سے تمکو خیر کے خیر عطا فرمائے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بمنزلہ گوش و چشم تھے تم نے حضور کی تصدیق اسوقت کی جبکہ لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تمکو صدیق کہا ہے چنانچہ فرمایا ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ﴾ سچائی لانے

والے محمدؐ ہیں اور اس کی تصدیق کرنیوالے ابوبکر تم نے حضور کیساتھ غمخواری اسوقت کی جبکہ لوگوں نے بخل کیا اور تم ناگواریوں کیوقت حضور کیساتھ اسوقت بھی کھڑے رہے جبکہ لوگ آپ سے بچھڑ گئے تم نے سختیوں میں بھی حضور کیساتھ صحبت و رفاقت کا حق یا حسن وجوہ ادا کیا۔ تم ثانی اثنین اور رفیق غار (ثور) تھے اور تم پر

سکون نازل ہوا تھا۔ تم ہجرت میں آپ کے رفیق تھے اور اللہ کے دین میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر۔ تم آپؐ کے ایسے خلیفہ تھے جس نے اسوقت خلافت کا حق ادا کر دیا جبکہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور تم نے خلافت کا وہ حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ نے نہیں کیا تھا چنانچہ تم نے اس وقت مستعدی دکھائی جبکہ تمہارے ساتھی سُست ہو گئے تھے اور تم نے اس وقت جنگ کی جب کہ وہ عاجز ہو گئے تھے جب وہ کمزور تھے تو تم قوی رہے اور تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کو اس وقت تھامے رکھا جبکہ لوگ پست ہو گئے تھے۔ تم بلا نزاع و تفرقہ خلیفہ حق تھے اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج۔ حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا تم امر حق پر ڈٹے رہے جبکہ لوگ بزدل ہو گئے اور تم ثابت قدم رہے جب وہ ڈگمگا اٹھے تم اللہ کے نور کو لئے بڑھتے رہے جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ آخر کار انھوں نے آپ کی پیروی کی اور ہدایت پائی۔ آپ کی آواز ان سب سے زیادہ پست تھی مگر آپ کا مرتبہ ان سب سے اونچا تھا۔ تمہارا کلام سب سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ سب سے زیادہ تمہاری گفتگو درست تھی آپ سب سے زیادہ خاموش رہنے والے تھے آپ کا قول

سب سے زیادہ بلیغ تھا۔ شجاعت میں آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے، معاملات کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے آپ بخدا دین کے اولین سردار تھے۔ جب لوگ دین سے ہٹے تو آپ آخری سردار تھے۔ جب وہ دین کیطرف متوجہ ہوئے آپ مؤمنین کے لئے رحیم باپ تھے یہانتک کہ وہ آپ کی اولاد کی طرح ہو گئے۔ جن بھاری بوجھوں کو وہ اٹھا نہ سکے تم نے ان کو اٹھا لیا۔ جس چیز کو انھوں نے چھوڑ دیا تھا تم نے اس کی نگرانی کی اور جو چیز انھوں نے ضائع کر دی تھی تم نے اس کی حفاظت کی جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے وہ چیز ان کو سکھائی۔ جب وہ عاجز و درماندہ ہوئے تو تم نے مستعدی دکھائی جب وہ گھبرائے تو تم نے صبر کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کی تم نے دادرسی کی اور وہ اپنی ہدایت کے لئے تمہاری رائے کیطرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جس چیز کا ان کو اندازہ بھی نہیں تھا وہ انھوں نے پالی۔ تم کافروں کیلئے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔ مؤمنین کیلئے رحمت اور نصیحت اور بنیاد تھے تم نے اوصاف و کمالات کی فضا میں پرواز کی۔ تم نے انکا عطیہ پایا اس کی اچھائیاں لے لیں۔ تمہاری حجت کو شکست نہیں ہوئی۔ تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا۔ تمہارے دل میں خوف پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ کمزور نہیں ہوا۔ تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں حرکت نہیں دے سکتیں اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم رفاقت اور مالی خدمت دونوں کے اعتبار سے

سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور ارشاد نبوی کے مطابق جسمانی اعتبار سے گو کمزور لیکن اللہ کے معاملہ میں قوی تھے۔ اپنے نفس کے اعتبار سے متواضع۔ اللہ کے نزدیک بڑے اور لوگوں کی آنکھوں اور دلوں میں بھاری کم اور بڑے تھے۔ تمہاری نسبت نہ کوئی طنز کرتا تھا اور نہ وہ حرف گیری کر سکتا تھا تم میں نہ کسی کو طمع تھی اور نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے۔ ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا کہ تم اُس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا کہ اس کا حق لیتے تھے، دور و نزدیک دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے۔ جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا تھا وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا۔ تمہاری شان حق۔ سچائی اور نرمی تھی تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بردباری اور دور اندیشی تھا اور تمہاری رائے علم اور عزم تھا اب آپ نے رخصت ہوئے جبکہ راستہ ہموار ہو گیا اور مشکل آسان ہو گئی آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہو گیا۔ ایمان قوی ہو گیا اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو گئے۔ اللہ کا امر غالب آ گیا اگرچہ کافروں کو اس سے تکلیف ہوتی تھی تم نے سخت پیش قدمی کی اور اپنے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا۔ تم خیر سے کامیاب ہوئے تم اس سے بلند و بالا ہو کہ تم پر آہ و بکا کیجائے تمہاری موت کی مصیبت تو آسمان میں بری طرح محسوس کی جا رہی ہے اور تمہاری مصیبت نے تو تمام دنیا کو ہلا دیا ہے۔ ہم سب اللہ کے لئے ہیں! اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اللہ کی قضا پر ہم راضی ہیں ہم نے

اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ہے بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا تم دین کی عزت۔ جائے پناہ۔ اور حفاظت گاہ تھے۔ مومنوں کیلئے ایک گروہ۔ قلعہ اور دارالامن تھے۔ منافقوں کے واسطے تشدد اور غضب تھے۔ پس اللہ تم کو تمہارے نبی سے ملادے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے اجر سے محروم اور گمراہ نہ کرے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

جب تک حضرت علی یہ خطبہ پڑھتے رہے سب لوگ جو وہاں موجود تھے خاموش رہے لیکن خطبہ کے ختم ہوتے ہی سب بے تحاشا اس طرح رو دئے کہ چیخیں نکل گئیں اور سب نے بیک آواز کہا "ہاں بیشک اے رسول اللہ کے داماد آپ نے سچ فرمایا"

حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔

"اے ابا! اللہ آپ کو سرسبز و شاداب کرے اور آپ کو آپ کی بہترین کوششوں کا بدلہ عطا فرمائے۔ آپ نے دنیا سے منہ موڑا تو اس کو ذلیل کر دیا۔ اور آخرت کا رخ کیا تو آپ نے اس کو عزت بخشدی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا حادثہ وفات سب سے بڑا حادثہ ہے۔ لیکن بہرحال اللہ کی کتاب ہم کو حکم کرتی ہے کہ ہم صبر کریں۔ اور یہ صبر ہی آپ کی وفات کا سب سے اچھا عوض ہے اور میں اللہ سے امید کرتی ہوں کہ وہ مجھ کو میرے صبر کا بدلہ دے کر اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

اے ابا! آپ اپنی اس بیٹی کا آخری سلام قبول کیجیے جس نے آپ کی زندگی میں کبھی آپ کے ساتھ پرخاش نہیں رکھی۔ اور اب آپ کے مرنے پر وہ جزع و فزع نہیں کر رہی ہے"

حضرت عمر فاروق گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر کی نعش کو خطاب کر کے فرمایا۔

"اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت و مشقت میں مبتلا کر دیا۔ آپ کا سا ہونا تو درکنار۔ اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد تک پہنچ سکے"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت

یہ نوحۂ ماتم تو اس عالم آب و گل میں برپا تھا لیکن عالم ملکوت میں اُس وقت کیا ہو رہا تھا؟ اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ خود حضرت ابوبکر سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔

اے نفس مطمئنہ تو اپنے پروردگار کی طرف ہنسی خوشی چلا آ۔ (بقیہ صفحہ ۱۵ پر)